© rasailojaraid.com

حصہ اوّل

الاقتصاد فی مسائل الجہاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الهادی من استهداه الواقی من اتقاه والصلوة والسلام
خدا کا شکر ہے جو طالبان ہدایت کو راہ دکھاتا ہے اور پرہیزگاروں کو عذاب سے بچاتا ہے اور
علی رسوله الذی خصه بالحنیفیة السمحة من بین جمیع من بناه و
اسکے رسول پر اسکی رحمت و سلام ہو جسکو اسنے اپنے تمام رسولوں سے یکسو آسان دین سے ممتاز
علی آله واصحابه الذین کمل الله بهم امر رشده وهداه
فرمایا اور آپ کے آل و اصحاب پر جنکے ذریعہ سے خدا نے اپنے ارشاد و ہدایت کو کامل کیا

اما بعد یہ رسالہ الاقتصاد فی مسائل الجہاد جسمین دو غرضیں پیش نظر رکھکر تالیف کیا ہے - اول یہ کہ ناواقف اہل اسلام جہاد کے متعلق مسائل و شروط اسلام سے واقف ہوں اور اقوام غیر سے جنگ کرنے کو صرف اس نظر سے کہ وہ مخالف اسلام ہیں شرعی جہاد سمجھکر اسمیں شامل ہونے کو دین نہ سمجھ لیں - جبتک کہ اس جنگ میں ان شرائط کا وجود جو شرعی جہاد کے لئے اسلام میں مقرر ہیں ثابت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ذکر لین اور اس تحقیق شرایط و علم مسایل کے ذریعہ سے وہ ہمیشہ بلوے و فساد سے بچے رہین نہ اپنے جان و مال کو بے موقع تلف کرین نہ اور لوگون کی ناحق خونریزی کرین۔ دوسری غرض یہ کہ اقوام غیر اور گورنمنٹ جنکے ظل حمایت مین اہل اسلام ہندآباد ہین اہل اسلام کی نسبت یہہ گمان نہ کرین کہ صرف مذہبی مخالفت کی نظر سے اقوام غیر کے ساتھ لڑنا اور اُن کے جان و مال لیے تعرض کرنا اور لوگون کو جبرًا مسلمان بنانا اور بزور شمشیر سے اسلام پھیلانا ان کے مذہب اسلام کی ہدایت سے ہے ان دونو غرضون کا نتیجہ یہہ ایک غرض ہے کہ حاکم و محکوم اور عام رعایا اور خاص اہل اسلام مین رابطہ اتحاد[*] پیدا ہو اور ملک مین ہمیشہ امن و امان قایم رہے *

یہ رسالہ مینے ۱۸۷۶ء مین تالیف کیا اور اسمین علمار اسلام کی رائین لینے اور اُن کا توافق رائے حاصل کرنے کے لئے لاہور سے عظیم آباد پٹنہ تک سفر کیا اور اکابر علماء مختلف فرقہ ہائے اسلام کو یہ رسالہ حرف بحرف سُنا کر اُنکا توافق رائے حاصل کیا اور بعض بلاد ہندوستان و پنجاب مین (جہان راقم خود نہین جا سکا) اس رسالہ کی [illegible]ین بھیجکر ان بلاد کے اکابر علماء کا اتفاق رائے حاصل کیا پھر ۱۸۷۶ء مین اس رسالہ کے اصل اصول مسایل کو بضمن ضمیمہ نمبر ۱۱ جلد ۲ رسالہ اشاعۃ السنۃ بعنوان استشہاد عام لوگون مین شایع کیا اور اس مین عام اہل اسلام کو ان مسایل مین اپنی آرا ظاہر کرنے کا موقع دیا

[*] امور دنیا مین اتحاد۔ گو مذہب مین اختلاف ہو۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بسیر بہت سے مواضع ہندوستان وپنجاب کے (جہان وہ ضمیمہ پہونچا) صدہا عوام وخواص نے اُن مسایل کی نسبت اپنا اتفاق رائے ظاہر کیا اور اصل رسالہ "اقتصاد" کی طبع واشاعت کی نسبت کمال شوق ظاہر فرمایا ان کے اس شوق کو بڑہانے اور عام ناواقفون کے خیال مین ان مسایل کی خوبی جمانے کی نظر سے مین اس رسالہ کی طبع واشاعت کو معرض التوا مین ڈالتا گیا اس اثنا مین ان مسایل کا استحسان بخوبی ہو گیا اور برادران اہل اسلام کا شوق طبع رسالہ بھی اپنی حد کمال کو پہونچا اسلئے مین اَب اس رسالہ کی اشاعت کو مناسب سمجھتا ہون - قبل بیان شروط ومسایل جہاد ایک تمہید کا بیان ضروری ہے -

وہ تمہید یہ ہے

جہاد (جو اسلام ومسلمانون مین ایک رکن عظیم مانا جاتا ہے) دو قسم ہے ملکی ومذہبی ملکی جہاد* (جسکو ملکی لڑائی بھی کہا جاتا ہے) کے اصول واغراض اہل اسلام کے نزدیک بھی وہی مقرر ومسلم ہین جو ہر ایک صاحب شوکت قوم یا ریاست یا سلطنت مین تسلیم کئے جاتے ہین یعنے اپنا (یا یون کہو کہ اپنی قوم کا)

* ملکی وہ جہاد ہے جس سے ملک گیری مقصود ہو - مذہب مخالفین سے اسکو کوئی تعلق ہو وہ مسلمانون سے بھی ویسا ہی کیا جاتا ہے جیسا کہ مخالفین اسلام سے - مذہبی جہاد وہ ہے جس مین مذہب اسلام کا تحفظ مدنظر ہو اور وہ ان لوگون سے کیا جاتا ہے جو مسلمانون کے مذہب مین دست اندازی کرین اور مسلمانون کو تکلیف دین *

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بول بالا چاہنا اور دوسرون کو اپنے ماتحت کرنا اور اس ذریعہ سے عامہ خلایق مین حفظ و امن قایم کرنا اس جہاد (یا لڑائی) مین فریق مقابل کے مذہب کا ہرگز لحاظ نہین ہوتا جو لوگ ذی شوکت اہل اسلام کی اطاعت سے خارج ہون (مسلمان ہون خواہ اقوام غیر) اُن سے وہ لڑتے ہین چنانچہ عام اہل شوکت اپنی باغیون اور مخالفین سلطنت سے لڑتے ہین اور اپنی قومی جمعیت اور سلطنت قایم کرتے ہین اسی نظر سے اس جہاد کو ملکی لڑائی کہا جاتا ہے ۔

ان اصول کی تسلیم و عدم تسلیم مین مسلمانون اور اقوام غیر مین کچھ فرق نہین ہے ان فرق ہے تو اسقدر ہے کہ اور لوگ ان اصول و اغراض کو دنیاوی سمجھتے ہین ۔ مسلمان اپنے اور امور دنیاوی (کھانے پینے خریدنے اور فروخت کرنے) کی طرح ان اصول کو بھی داخل دین اور موجب ثواب سمجھتے ہین اور ان کے مذہب مین ان اصول کے قایم رکھنے اور ان اغراض کے پورا کرنیکی بابت بھی ویسی ہی ہدایتین آچکی ہین جیسے کہ ان کے اور مذہبی اور دنیاوی امور کی بابت ہدایتین آچکی ہین ۔

مذہبی جہاد (یا لڑائی) کے اصول و اغراض حفظ و حمایت اسلام اور مدافعت ضرر مخالفین اسلام ہے یہ ان مخالفین اسلام سے کیا جاتا ہے جو مذہب اسلام کے مزاحم ہون مسلمانون کو مذہبی لحاظ سے ستاوین انکی مذہبی آزادی مین دست اندازی کرین اس جہاد مین اپنے مذہب و اہل مذہب کے بچاؤ و محافظت کے علاوہ دوسرے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مذہب والون سے جابرانہ مزاحمت کرنا اکسیکو زبردستی مسلمان کرنا یا انکو پہلے مذہب کی سزا دینا (مار ڈالنا یا لوٹ لینا) مد نظر یا اصل مقصود نہین ہوتا۔

ان دونو قسم کے جہاد کے لئے مذہب اسلام مین ایسے شروط و مواقع مقرر ہین جنسے سر مو بھی تجاوز کرنے سے جہاد (ملکی ہو خواہ مذہبی) جہاد نہین رہتا بلکہ فتنہ و فساد کہلاتا ہے ۔

ہم اس مقام مین ملکی جہاد کے شروط و مسایل سے تعرض کرنا نہین چاہتے اور نہ اسکی چندان ضرورت دیکھتے ہین صرف مذہبی جہاد کے احکام و شرائط مع ان کے نتایج کے بضمن چند مسایل بیان کرتے ہین ۔ کیونکہ انہین ناواقف مسلمان اکثر احکام اسلام کا خلاف کرتے ہین اور اسی مین ناواقف اقوام اصل اسلام و مسلمانون پر بدظنی کرتے ہین ۔

پہلا مسئلہ

مذہبی جہاد اصول مقاصد اور اصلی مطالب خداوندی سے نہین ہے جو مخلوق کے پیدا کرنے اور انبیاء کے بھیجنے سے منظور الہٰی ہین بلکہ اصل مقصود پیدایش مخلوق و بعثت رسولون سے خدا کی عبادت و ذکر ہے جہاد صرف اس عبادت و ذکر کو قایم رکھنے کا ذریعہ ہے ۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے مینے جنون اور آدمیون کو کسی کام کے لئے بجز اپنی عبادت کے پیدا نہین کیا

وماخلقت الجن والانس الا	اور فرمایا کہ ان کو بجز اس کے حکم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیعبدون (ذاریات ع ۳)
وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین
لہ الدین حنفاء ویقیموا الصلوٰۃ
ویوتوا الزکوٰۃ (بنیۃ ع ۱)
الذی خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم
ایکم احسن عملاً ط (ملک ع ۱)
ومن السنۃ ان افضل الاعمال و
احبھا الی اللہ العبادۃ والذکر فعن
بن مسعود رض قال سالت النبی صلے
اللہ علیہ وسلم ای الاعمال احب الی
اللہ قال الصلوٰۃ لوقتہا قلت ثم ای
قال بر الوالدین قلت ثم ای قال الجہاد
فی سبیل اللہ رواہ الشیخان (مشکوٰۃ ص)
وعن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلعم
الا انبئکم بخیر الاعمال وازکاھا عند ملیککم

کچھ حکم نہین ہوا کہ وہ خدا کی خالص عبادت
کرین اور نماز قایم کرین اور زکوٰۃ
دین ٭
اور فرمایا خدا نے تمکو اسلیے پیدا کیا اور
مارتا ہے کہ تم مین سے نیکوکار معلوم ہون
آنحضرت صلعم نے اسکی تفسیر مین فرمایا ہی
کہ سب کامون سے افضل خدا کی عبادت و
ذکر ہے - ابن مسعودؓ نے آپ سے پوچھا
کہ خدا کو سب عملون سی زیادہ پیارا کونسا
عمل ہے تو آپ نے فرمایا کہ نماز اپنے
وقت پر پڑھنا پھر کون سا عمل آپ نے فرمایا
ماباپ سے نیکی کرنا کہا اسکے بعد کونسا
عمل آپ نے فرمایا خدا کی راہ مین جہاد
کرنا - ابو درداء نے روایت کیا ہی کہ
آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مین تمکو سب عملون سی

٭ اس حدیث مین آنحضرتؐ نے جہاد کو (جو بلا شروط مقررہ جایز ہی نہین) وقت پر
نماز پڑھنے اور ماباپ کے ساتھ احسان کرنے سے کم رتبہ ٹھرایا ٭

© rasailojaraid.com

وارفعها فی درجاتکم وخیر لکم من
انفاق الذهب والفضة وخیر لکم
من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقهم
ویضربوا اعناقکم قالوا بلیٰ قال
ذکر الله رواه مالک واحمد والترمذی
(مشکوٰة صـ ۱۹۰)

وعن ابی سعید الخدری ان رسول الله
صلی الله علیه وسلم سئل ای الاعمال
افضل وارفع درجة عند الله یوم
القیمة قال الذاکرون الله کثیراً والذاکرات
قیل یا رسول الله ومن الغازی فی
سبیل الله قال لو ضرب بسیفه فی الکفار
والمشرکین حتی تنکسر ویختضب دماً فان
الذاکر لله افضل منه درجة رواه
احمد والترمذی (مشکوٰة صـ ۱۹۰)

بہتر اور خدا کی نزدیک پاکیزہ تر اور درجات
مین سب سے برتر اور چاندی سونا خرچ کرنے
اور دشمن سے* لڑ کر اسکی گردن کاٹنی اور
اپنی کٹوانے سے بہتر نہ بتاؤن لوگون
نے عرض کیا کیون نہین بتائے آپ نے
فرمایا وہ خدا کا ذکر ہے -

ابوسعید خدری نے روایت کیا ہے کہ
آنحضرت سے کسی نے سب عملون سے افضل
اور درجہ مین بالاتر عمل کا سوال کیا تو آپ نے
ذکر کرنیوالون کا حال بیان فرمایا سایل
نے پوچھا کہ وہ خدا کی راہ مین لڑنیوالون سے
بھی بہتر ہے آپ نے فرمایا ہان اگرچہ
لڑنے والا مشرکین پر تلوار توڑ ڈالے* اور
خون مین رنگا جائے تو بھی ذکر والا
اس سے افضل ہے +

* ان ہی شروط سے جو جہاد کے لئے معتبر ہین - بلا وجود شرائط کبھی جہاد شرعی نہین
کہلاتا - اور نہ اسپر اجر کی امید ہے +

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وعن معاذ قال قال رسول الله صلعم
یا معاذ هل تدری ما حق الله علی
عباده وما حق العباد علی الله قلت الله
ورسوله اعلم قال حق الله علی العباد
ان یعبدوه ولا یشرکوا به شیئا وحق
العباد علی الله ان لا یعذب من لا یشرك
به شیئا - رواه الشیخان - (مشکوۃ ص)
وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول الله صلعم
من آمن بالله ورسوله واقام الصلوۃ
وصام رمضان کان حقا علی الله ان
یدخله الجنة جاهد فی سبیل الله
او جلس فی ارضه التی ولد فیها قالوا
افلا نبشر به الناس قال ان فی الجنة
مائة درجة اعدها الله للمجاهدین الخ
رواه البخاری - (مشکوۃ ص ۳۳۱)

معاذ بن جبل رض سے آنحضرت صلعم نے پوچھا کہ
کیا تو جانتا ہے خدا کا حق بندون پر کیا ہے
اور بندون کا حق خدا پر کیا ہے انہون نے
عرض کیا کہ خدا اور رسول خوب جانتے
ہین آپ نے فرمایا خدا کا حق بندون پر
یہ ہے کہ وہ اسکی عبادت کرین اور کسیکو
اسکا شریک نہ بناوین اور بندون کا
حق خدا پر یہہ ہے کہ پھر وہ انکو عذاب
نکرے - ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت
صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی خدا اور رسول پر
ایمان لایا اور نماز روزہ کو اسنے ادا کیا
اسکا خدا پر حق ہو چکا کہ اسے بہشت مین
داخل کرے خواہ وہ خدا کی راہ مین لڑا
ہو خواہ اسی جگہ بیٹھ رہا ہون جہان وہ پیدا
ہوا لوگون نے عرض کیا کہ یہ خوشخبری
ہم لوگون کو سنا دین آپ نے فرمایا بہشت مین سو درجہ ہین جو مجاہدین کے لئے تیار
ہین یعنے وہ جہاد کرین گے تو ان درجون کو پائین گے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس فقرۂ اخیر حدیث ابوہریرہ میں جو مجاہدین کے لئے بشارت وارد ہے ایسا ہی جو اور روایات میں جہاد پر اجر و ثواب اور ترک جہاد پر ناخوشی اور وعید عذاب وارد ہے ہمارے مسئلہ اوّل کے مخالف نہیں کیونکہ یہ اسی صورت میں ہے کہ عبادت و ذکر سے مسلمان روکے جائیں اور جہاد کی ضرورت آپڑے چنانچہ مسئلہ دوم میں اسکی خوب تشریح ہوگی ؛

نتیجہ مسئلہ اولے

اس مسئلہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اسلام و ایمان کا کمال اور مسلمانوں کی نجات جہاد پر موقوف و منحصر نہیں مسلمانوں کو اگر دین سے روک نہو تو صرف عبادت سے ان کی نجات و کمال ایمان متصور ہے ۔ لہذا اقوام غیر کا مسلمانوں کی نسبت یہ گمان کہ جو ان میں پکا اور مذہب کا سچا ہو گا وہ اپنے مخالفین مذہب سے جہاد کرنے کا ضرور ارادہ رکھتا ہو گا ۔ محض غلط و بہتان ہے جو مذہب اسلام سے ناواقفی پر مبنی ہے ؛

دوسرا مسئلہ

مذہبی جہاد نہ اس غرض سے مشروع ہے کہ کافروں کو دنیا میں کفر کی سزا دیں

* کافر بمعنی منکر ہے ۔ اور یہ لفظ اس معنی کر نسبتی اور ایسا وسیع ہے کہ ہر ایک فرقہ کو بلحاظ اس مذہب کے جس سے وہ منکر ہو کافر کہا جاسکتا ہے ۔ حتی کہ مسلمان خود اپنے آپ کو دوسرے مذاہب کا کافر بمعنی منکر کہتے ہیں ۔ حضرت ابراہیم اور انکے اصحاب نے اپنے مخالفوں کو کہا ہے کہ ہم تمہارے کافر یعنی منکر ہیں کفرنا بکم ۔ ممتحنہ ع (۱) ۔ فمن یکفر بالطاغوت بقرہ ع ۳۴ خدا نے فرمایا ہے جو طاغوت کا کافر ہوا اسنے مضبوط رسی اسلام کی

© rasailojaraid.com

اور نہ اس غرض سے ہے کہ ان کو جبراً مسلمان کرین اس جہاد سے غرض جو خدا ورسول کی کلام سے سمجھ مین آتی ہے یہ ہے کہ مسلمانون کو مخالفین مذہب کی مزاحمت٭ بیجا سے بچاوین خدا کی عبادت کا (جو مخلوق کی پیدایش اور رسولون کی بعثت سے مقصود خداوندی ہے) راستہ صاف کرین۔ اور اس راستہ سے روکنے والون کو راستہ سے ہٹاوین حق تعالی نے فرمایا ہے خدا کی راہ

وقاتلوا فی سبیل الله الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان الله لا یحب المعتدین (بقرہ ع ۲۴)

مین ان لوگون سے لڑو جو تم سے لڑتے ہین اور اس سے آگے نہ بڑھو خدا حد سے بڑھنے والون کو دوست نہین رکھتا۔

اور قوم شمویل سے نقل فرمایا ہے کہ انہون نے اپنی نبی کو کہا ہم خدا کی راہ مین کیون نہ لڑینگے

قالوا وما لنا الا نقاتل فی سبیل الله وقد اخرجنا من دیارنا وابناءنا (بقرہ ع ۳۲)

٭ ایسا ہی فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین کہا ہے کہ جہاد سے مقصود نہ صرف امتحان مکلفین ہے بلکہ

المقصود منہ (ای الجہاد) لیس مجرد ابتلاء المکلفین بل اعزاز الدین ودفع شر الکفار عن المومنین بدلیل قولہ تعالی وقاتلوہم حتی لا تکون فتنة ویکون الدین کلہ لله (فتح القدیر صفحہ ۲۹۲ جلد ۲)

دین کو (یعنے اہل اسلام کو) عزت دینا اور مسلمانون کو اپنے کفار کی تکلیف دہی کو روکنا اس سے مقصود ہے بسبب خدا تعالی کا یہ قول دلیل ہے کہ تم کفار (تکلیف دہندون) سے لڑو تا کہ مسلمانون کو تکلیف نہو اور دین سب ہی خدا کا ہو (یعنے اس کا کوئی مزاحم نہ ہے)

© rasailojaraid.com

وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ
والمستضعفین من الرجال والولدان
الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ
القریۃ الظالم اھلھا (نساء ع ۱۰)
ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون
سواءً فلا تتخذوا منھم اولیاء حتیٰ
یھاجروا فی سبیل اللہ فان تولوا فخذوھم
واقتلوھم حیث وجدتموھم ولا تتخذوا
منھم ولیاً ولا نصیراً الا الذین یصلون
الیٰ قوم بینکم وبینھم میثاق او جاؤکم
حصرت صدورھم ان یقاتلوکم او
یقاتلوا قومھم ولو شاء اللہ لسلطھم
علیکم فلقاتلوکم فان اعتزلوکم فلم
یقاتلوکم والقوا الیکم السلم فما جعل اللہ
لکم علیھم سبیلا (نساء ع ۱۲)
الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد
کبیر (انفال ع ۱۰)

جب ہم اپنے گھرون اور اولاد سے نکالے گئے
ہین اور مسلمانون کو مخاطب ہو کر خود فرمایا تمکو
کیا ہوا ہے تم خدا کی راہ مین اور عاجز
لوگون اور بچّون کے لئے جو کہتے ہین خدایا
ہمکو اس ظالمون کی بستی سے نکال نہین لڑتے
اور فرمایا مکہ اور اسکے اطراف کے کافر چاہتے
ہین تم بھی ویسے ہی کافر ہو جاؤ پس ایک جیسے
ہو رہو - تم انکو دوست نہ بناؤ جبتک وہ خدا
کی راہ مین وطن نہ چھوڑین یہ لوگ (تمہارے
دشمن) تمہاری دوستی سے منہ پھیرین تو
انکو پکڑو اور جہان پاؤ مارو بجز انکے جو تمہارے
عہد و پیمان والون سے جا ملین یا وہ تم سے اور تمہارے
دشمنون دونون سے لڑنیکو پسند نکرین - خدا چاہتا
تو انکو تم پر مسلط کرتا اور وہ تم سے لڑتے اب جو وہ تم سے
کنارہ گزین ہین اور تم سے نہین لڑتے اور صلح کا پیام
دیتے ہین تو خدا نے انپر تمکو لڑنیکا راستہ نہین دیا - اور
فرمایا تم ظالمون سے نہ لڑوگے تو زمین مین بڑا فتنہ اور فساد پھیلیگا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان الله یدافع عن الذین امنوا ان الله
لایحب کل خوان کفور - اذن للذین
یقاتلون بانہم ظلموا وان الله علی
نصرھم لقدیر ن الذین اخرجوا من
دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا
الله ولولا دفع الله الناس بعضہم
ببعض لہدمت صوامع وبیع وصلوات
ومساجد یذکر فیہا اسم الله کثیرا ط
(الحج ع ۶)

والذین اذا اصابہم البغی ھم ینتصرون
وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفا
واصلح فاجرہ علی الله ان الله لایحب
الظالمین (شوریٰ ع ۴)

اور فرمایا خدا مسلمانون سے ایذا کو روکتا ہے
وہ ناشکر خائنون کو پسند نہین کرتا جن سے
ظالم لوگ لڑتے ہین انکو مظلوم ہونیکے سبب
لڑنے کی اجازت ہے خدا انکی مدد پر قادر ہے
وہ لوگ جو اپنے گھرون سے ناحق نکالے گئے ہین
اسی بات کے سبب کہ انہون نے کہا کہ ہمارا رب
اللہ ہے - اور اگر خدا لوگون کو ایک دوسرے
سے نہ بچاوے تو گرجے (عیسائیون کے چرچ)
یہودیون کے عبادتخانے اور مسلمانون کی
مسجدین جنمین خدا کا نام لیا جاتا ہے سبھی
ڈھائی جائین اور خدا انپر نیک بندون کی تعریف
مین فرمایا ہے جب انپر کوئی سرکشی کرتا ہے تو وہ اُنسے
بدلہ لیتے ہین اور برائی کا بدلہ اسکے برابر ہی برائی ہے جو معاف

* اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ مذہبی جہاد سے صرف مسلمانون اور انکی مسجدونکی حفاظت
مقصود خداوندی ہے - بلکہ عیسائیون اور یہودیون اور انکے عبادت خانون کی حفاظت بھی
مقصود خداوندی تھا اور اسی غرض و مقصود سے یہودیون نے بھی مذہبی جہاد کیا تھا - اور جو مذہبی
لڑائی اورشلیم (بیت المقدس) مین ہوئی تھی اُسمین عیسائی بھی جہادی تھے بلحاظ مذہبی جہاد اور اسکی غرض کو اسلام و مسلمانون کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لا ینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین انما ینہاکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولہم فاولئک ھم الظالمون۔

(الممتحنہ ع ۲)

کرے اور سنوارے اسکا اجر خدا پر ہے خدا ظالمون سے خوش نہین ہے اور فرمایا خدا تمکو ان لوگون سے سلوک و احسان کرنے سے مانع نہین جو تم سے دین کے سبب نہین لڑتے اور تم کو تمہارے گھرون سے نہین نکالا خدا انصاف والون سے خوش ہے تم کو انہی لوگون کے ساتھ سلوک اور دوستی سے خدا روکتا ہے جو تم سے دین کے سبب لڑتے ہین اور تمہارے دشمنون کو تم پر مدد دے چکے ہین جو ان کو دوست سمجھینگے وہ ظالم ہین ۔

ان آیات مین صاف صاف بیان ہوا ہے کہ یہہ جہاد اسی غرض سے مشروع ہوا ہے کہ مسلمان آزادی سے خدا کی عبادت کرین اور ان کے مخالف انکو عبادت وغیرہ شعایر اسلام سے نہ روکین اور وہ انہی لوگون سے مخصوص ہے جو مسلمانون سے لڑین اور ان کے مذہب مین دست اندازی کرین ۔

اس امر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور بھی تشریح سے بیان کیا ہے اور ان لوگون کو مذہبی جہاد و قتل سے مستثنے کر دیا ہے جنہے مسلمانون کے ساتھ لڑنے اور ان کے مذہب دست اندازی کرنے کا

© rasailojaraid.com

اندیشہ نہین ہے ۔

از انجملہ اقوام غیر کی مستورات ہین جو لڑائی مین شریک و معاون نہون اور کسی کے مذہب سے تعرض نکرین ۔

از انجملہ ان کے بڈھے لوگ ہین جنکو لڑنے یا لڑانے سے بحث نہو ۔

از انجملہ چرچون کے گوشہ نشین لوگ جنکو اپنے ذکر و شغل سے مطلب ہو نہ کسی کے مذہب سے

از انجملہ قلی لوگ جنکو اپنی مزدوری سے کام ہوتا ہے نہ کیکے کفر یا اسلام سے

از انجملہ وہ لڑکے جو لڑائی کے لائق نہین ہوتے باوجودیکہ وہ کفر کے عقاید رکھتے ہین، چنانچہ حضرت رباح (یا رباح) سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک لڑائی مین ایک عورت کو مقتول پایا تو یہ ارشاد فرمایا کہ یہہ تو لڑائی نکرتے تھے (پھر اسکو کیون مارا) اس لڑائی مین کمان افسر خالد بن ولید تھے ان کو حکم دیدیا کہ نہ کسی عورت کو مارین نہ کسی مزدور کو ایسا ہی حضرت ابن عمر سے مروی ہے اور حضرت انس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فعن الرياح بن الربيع قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في غزوة فرأى الناس مجتمعين على شيء فبعث رجلا فقال انظر ما اجتمع هولاء فجاء فقال على امرأة قتيل فقال ما كانت هذه لتقاتل قال وعلى المقدمة خالد بن الوليد فبعث رجلا فقال قل لخالد لا

تقتلن امرأة ولا عسیفاً (رواہ ابوداؤد
ص۶ ج ۲ وابن ماجہ ص۲۱۰)
وعن ابن عمر قال وجدت امرأة مقتولة
فی بعض مغازی النبی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم فنہی عن قتل النساء والصبیان
(رواہ البخاری ص۴۲۳ ومسلم ص۸۴ ج۲)
وعن انس ان رسول اللہ صلعم قال
انطلقوا بسم اللہ وباللہ وعلی ملۃ رسول
اللہ ولا تقتلوا شیخاً فانیاً ولا طفلاً
صغیراً ولا امرأة الحدیث (رواہ ابوداؤد
ص۳۵۱ ج۱) - وعن بریدة کان رسول اللہ
صلعم اذا امر امیراً قال لہ لا تقتلوا
ولیداً الحدیث (رواہ مسلم ص۸۲ ج۲)
وعن ابن عباس ان النبی صلعم قال لا تقتلوا
الولدان ولا اصحاب الصوامع (رواہ
احمد کذا فی الدرایۃ والنیل) وقد
امتنع رسول اللہ صلعم ومنع امتہ عن قتل

ارشاد فرمایا کہ نہ بہت بڈھے کو (یعنے
جو لڑائی کے کام کا نہ رہا ہو) ماریو نہ
لڑکے کو نہ عورت کو ایسا ہی ہر ایک
کمان افسر کو حکم دیتے جب اسکو لڑائی
میں بھیجتے چنانچہ بریدہ نے آپ سے
روایت کیا ہے اور حضرت ابن عباس رض
نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بچوں کو
مارو نہ ان لوگوں کو جو صومعون
(حجرون) میں رہتے ہیں یہی وجہ
ہے کہ جب آپ کسی قوم پر چڑھائی کرتے
تو وقت صبح کے منتظر رہتے پھر
جب وہاں سے اذان صبح کی آواز
سنتے تو ان پر حملہ کرنے سے رک جاتے
یہ حضرت انس نے آنحضرت صلعم سے
روایت کیا ہے اور حضرت عصام مزنی
نے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے انکو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

احداً من اہل قریۃ یری فیہا مسجداً
او یسمع منہا صوت اذان۔ وعن انس
ان النبی صلعم کان اذا غزی بنا قوماً
لم یکن یغیر بنا حتی یصبح وینظر فان
سمع اذاناً کف عنہم الحدیث رواہ
البخاری ص۸۶) وعن عصام المزنی
قال بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم فی سریۃ فقال اذا رأیتم
مسجداً او سمعتم موذناً فلا
تقتلوا احداً۔ (رواہ ابوداؤد ص۳۵۳
والترمذی ص۲)

ایک لڑائی مین بہیجا تو ان کو بھی یہی ارشاد
کر دیا کہ جہان تم کوئی مسجد دیکھو یا اذان
کی آواز سنو وہان کسی کو نہ مارو (یعنے
وہان کافر بھی رہتے ہون تو ان کو نہ مارو
کیونکہ وہ مسلمانون کو مسجد بنانے اور
اذان کہنے سے مانع نہین تو بلحاظ
مذہب قتل کے مستحق نہین)۔
ان اقوال نبوی سے مطلب آیات قرآنیہ
کی جو ہمنے بیان کیا ہے خوب تشریح ہوئی
اور یہہ بات ثابت ہو گئی کہ مذہبی جہاد
مسلمانون سے مذہبی روک ٹوک ہٹانیکو
ہے نہ کافرون کو دنیا مین سزائے کفر پہنچانے کو۔ یہ ہوتا تو حکم قتل وجہاد لڑنے والے
کفار سے مخصوص نہوتا۔ سبھی کافرون (بڈھون۔ عورتون۔ طفلیون۔ ناتمیز بچون
خانہ نشینون۔ مسجدون اور اذانون سے تعرض نہ کرنے والون) کو تہ تیغ کرنیکا
حکم ہوتا۔ علی الخصوص راہبون اور چرچ والون کو جو مذہب عیسائی کے لیڈر ممبر ہین +
اب رہا ثبوت اس امر کا کہ یہہ جہاد کافرون کو جبراً مسلمان بنانے اور زبردستی
دین اسلام پھیلانے کے لئے نہین ہے سو دلایل ذیل سے بخوبی ہوتا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین (یونس ع ۱۰)
لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی۔ (البقرہ ع ۳۴)

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کیا تو لوگون کو زبردستی مسلمان بنانا چاہتا ہے۔ اور فرمایا دین مین زبردستی نہین ہے۔ ہدایت گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے۔

حضرت انس نے ان آیات کے بیان شان نزول مین فرمایا ہے کہ انصار مین کوئی

روی ابن جبیر عن ابن عباس رض قال کانت المرأۃ تکون مقلاۃ فتجعل علی نفسہا ان عاش لہا ولدان تہودہ فلما اجلیت بنو النضیر کان فیہم من ابناء الانصار فقالوا لاندع ابناءنا فانزل اللہ عز وجل لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی (رواہ ابوداؤد ج ۲) زاد فی المعالم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد خیر اصحابکم فان اختاروکم فہم منکم وان اختاروہم فاجلوہم معہم وقال مجاہد کان الناس مسترضعین

عورت لاولد ہوتی تو وہ یہہ منت مانتی کہ اگر میرا بچہ زندہ رہا تو مین اسکو یہودی بناؤن گی۔ پھر جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہودِ بنی نضیر کو (جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ستاتے تے) اطراف مدینہ سے جلاوطن کرنا چاہا تھا تو ان بچون کی نسبت یہودیون اور انکے وارثون انصار کا جھگڑا ہوا۔ انصار نے یہ دعوے کیا کہ یہہ ہماری اولاد ہین ہم ان کو جانے نہ دین گے اسپر یہہ آیات نازل ہوئین یہ ابوداؤد کی روایت ہے تفسیر معالم مین کہا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فی الیہود من الاوس فلما امر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باجلاء بنی النضیر قال الذین کان فیہم من ابنائہم فیہم لنذہبن معہم ولندینن بدینہم فمنعوہم اہلوہم فنزلت لا اکراہ فی الدین الخ (معالم صفحہ ۱۲۴)

مگر اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان لوگون کو اختیار ملگیا ہے یہ تمکو پسند کرین تو تم مین سے ہین سے یہودیون کو پسند کرین تو انکے ساتھ یہ بھی جلاوطن ہون۔

اس تفصیل سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جبراً مسلمان کرنا خدا کو پسند نہین ہے۔ یہ ہوتا تو جبر کا یہ عمدہ موقع تھا ان انصار کے لڑکون کو اپنے پاس رکھ لینے کا بظاہر خاصہ بہانہ تھا۔ ان مسایل کے شواہد آیندہ مسایل کے ضمن مین بھی آوینگے۔ انشاء اللہ تعالی ۰

نتائج مسئلہ دوم

مسئلہ دوم اور اسکے دلایل آیات واحادیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اقوام غیر کا مذہب اسلام کی نسبت یہ گمان کہ وہ صرف مذہبی ناگواری سے لڑنا سکھاتا اور جبراً اپنی تسلیم واشاعت چاہتا ہے غلطی ہے اور ناواقفی پر مبنی

(۲) ایسا ہی بعض ناواقف مسلمانون کا ہر ایک مخالف مذہب سے صرف مخالفت مذہبی کی نظر سے لڑنا اور ان کے جان ومال سے تعرض کرنا (جیسا کہ سرحدی ناواقف مسلمانون کا دستور ہے) غلطی ہے اور ناواقفی پر مبنی

(۳) جو مخالفین اسلام کسی کے مذہب سے تعرض کرنا جایز نہ سمجھین۔ اور اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امر کو خواہ بمقتضاے مداہنت خواہ بہ ہدایت مذہب خواہ بحکم عقل و اصول سلطنت بہت برا سمجھین (جیسا کہ برٹش گورنمنٹ کا حال و چال ہے) اُنسے مذہبی جہاد کرنا ہرگز جائز نہین ٭

تیسرا مسئلہ

جس شہر یا ملک مین مسلمانون کو مذہبی فرائض ادا کرنیکی آزادی حاصل ہو وہ شہر یا ملک دار الحرب نہین کہلاتا - پھر اگر وہ دراصل مسلمانون کا ملک یا شہر ہو اقوام غیر نے اُسپر تغلب سے تسلط پالیا ہو (جیسا کہ ملک ہندوستان ہے) تو جب تک اسمین اداے شعایر اسلام کی آزادی رہے وہ بحکم حالت قدیم دار الاسلام کہلاتا ہے اور اگر وہ قدیم سے اقوام غیر کے قبضہ و تسلط مین ہو مسلمانون کو اُن ہی لوگون کی طرف سے اداے شعایر مذہبی کی آزادی ملی ہو تو وہ بھی دار الاسلام اور کم سے کم دار الصلح والامان کے نام سے موسوم ہونیکا مستحق ہے - ان دونو حالتون اور نامون کی وقت اس شہر یا ملک پر مسلمانون کو چڑہائی کرنا اور اسکو جہاد مذہبی سمجھنا جایز نہین ہے - اور جو مسلمان اس ملک یا شہر مین با امن رہتے ہون انکو اس ملک یا شہر سے ہجرت کرنا واجب نہین بلکہ اور ملکون یا شہرون سے (مثبر کیا ان نہون) جہان انکو امن و آزادی حاصل نہو ہجرت کرکے اس ملک مین آرہنا موجب قربت و ثواب ہے ٭

٭ سلم انگریزی مین یعنی صلح ضد جنگ -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس شہر یا ملک پر چڑھائی نہ کرنے کے دلایل بضمن مسئلہ دوم گذر چکے ہین کہ جہان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی مسجد دیکھتے یا وہان سے اذان کی آواز سنتے وہان حملہ نہ کرتے اور نہ اس حملہ کی اجازت دیتے۔

اس شہر یا ملک کو دار الاسلام کہنے کی دلیل یہ ہے کہ جب وہ ایک دفعہ دار الاسلام ہو چکا اور اسلام کے تسلط مین آچکا ہے تو جب تک جملہ شعایر اسلام اس سے موقوف نہون وہ دار الحرب یا دار الکفر کہلائے تو اسمین اسلام پر کفر کا غلبہ تاثیر ثابت ہوتا ہے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے چنانچہ بخاری نے بطور تعلیق۔ اور دار قطنی نے بسند موصول روایت کیا ہے کہ اسلام غالب ہے۔ کفر اسلام پر غالب نہین ہوتا۔ اور یہی فقہاء حنفیہ کا قول ہے چنانچہ فتاوی عالمگیری اور فصول عمادیہ وغیرہ مین کہا ہے کہ دار الاسلام کبھی دار الحرب نہین ہو سکتا جبتک کہ شعایر اسلام سے ایک خصلت کا وجود بھی وہان رہے۔ ایسا ہی امام ماوردی نے کہا ہے ان کا قول عنقریب خاتمہ شواہد مسئلہ سوم مین منقول

الاسلام یعلو ولا یعلی۔

(بخاری صـ۱۸۱)

ان دار الاسلام لا یصیر دار الحرب اذا بقی شئی من احکام الاسلام وان زال غلبۃ اھل الاسلام ذکرہ سید ناصر الدین فی المنشور ان دار الاسلام انما صارت دار الاسلام باجراء احکام الاسلام فما بقی علقۃ من علایق الاسلام یترجح دار الاسلام فصول عمادیہ و مثلہ فی عالمگیریہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوگا ۔

دوسری صورت مین اس ملک کے دار الاسلام یا دار الامان ہونے اور متبرک و مقدس مواضع چھوڑ کر اسکی طرف ہجرت کرنے پر دلیل یہ ہے کہ جناب رسالت مآب کے زمانہ مین ملک حبشہ عیسائی بادشاہ کے قبضہ و تسلط مین تھا اور وہ دین اسلام کا وہان نام و نشان نہ تھا اور مکہ مکرمہ آپ کا اور سبھی مسلمانون کا مسکن اور قدیم سے متبرک و مقدس مکان تھا ۔ ولیکن اُسمین مسلمانون کو کفار بہت ستاتے تھے اور انکے دین مین بیجا مزاحمت کرتے ۔ اور بادشاہ حبشہ باوجود عیسائی ہونیکے کسی سے تعرض و ظلم کو پسند نہ کرتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس کا یہ حال معلوم ہوا تو آپ سنے اپنے اصحاب کو فرمایا کہ حبشہ کا بادشاہ نیک آدمی ہے وہ کسی پر ظلم نہین کرتا اور نہ اس کے

قال اهل التفسير ائتمرت قريش ان يفتنوا المومنين عن دينهم فوثب كل قبيلة على من فيها من المسلمين يوذونهم ويعذبونهم فافتتن من افتتن وعصم الله منهم من شاء ومنع الله تعالى رسوله بعمه ابي طالب فلما راى رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ما باصحابه ولم يقدر على منعهم ولم يومر بعد بالجهاد امرهم بالخروج الى ارض الحبشة وقال ان بها ملكا صالحا لا يظلم ولا يظلم عنده احد فاخرجوا اليه حتى يجعل الله للمسلمين فرجا واراد به النجاشي و اسمه اصحمه وهو بالحبشة عطية

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وانما النجاشی اسم الملك كقولهم قيصر
وكسرى فخرج اليها سرا احد عشر رجلا
واربع نسوة وهم عثمان بن عفان
وامرأته رقيه بنت رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم وزبير بن العوام
وعبد الله بن مسعود وعبد الرحمن
بن عوف وابو حذيفه بن عتبه وا
مرأته سهلة بنت سهيل بن عمرو
ومصعب بن عمير وابو سلمه بن
عبد الاسد وامرأته ام سلمة بنت
ابی امیه وعثمان بن مظعون وعامر
بن [illegible] امرأته ام ليلى بنت ابی خثمة
و[illegible] بن [illegible]مرو وسهيل بن
بيضاء فخرجوا الى البحر واخذوا
[illegible] الى ارض الحبشة بنصف
دينار وذلك فى رجب فى سنة
الخامسة من مبعث رسول الله

ملک مین کوئی اور کسی پر ظلم کرتا ہے ۔
تم وہان چلے جاؤ تو امید ہے امن و
خلاصی پاؤگے ۔ اس ارشاد نبوی کے
موافق گیارہ آدمی اعیان صحابہ نے
جن مین حضرت عثمان اور آپ کے حرم
محترم رقیہ لخت جگر رسول اللہ اور حضرت
زبیر و حضرت ابن مسعود و حضرت
عبد الرحمن بن عوف وغیرہ شامل تھے
حبشہ کیطرف ہجرت کی یہ پہلی ہجرت
حبشہ ہے ۔ ان کے بعد حضرت جعفر
بن ابی طالب وغیرہ صحابہ مکہ چھوڑکر
حبشہ مین پہنچے یہان تک کہ بیاسی
مسلمان اکابر وہان جمع ہوئے اور
تقریباً چودہ پندرہ سال وہان رہے
باوجودیکہ ان کی ہجرت سے نوین
سال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
مدینے پہنچ چکے تھے اور وہان اچھی طرح

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وھذہ الھجرۃ الاولی ثم خرج جعفر
بن ابی طالب وتتابع المسلمون الیھا
وکان جمیع من ھاجر الی الحبشۃ
من المسلمین اثنین وثمانین رجلاً
سوی النساء والصبیان ۔ (معالم
التنزیل صـ۲۹) ومثلہ فی شرح
القسطلانی جلد ۶ صـ۲۲۳ وبعض
القصۃ فی صحیح البخاری صـ۵۴۷ و
صـ۶۰ وفی شرح القسطلانی صـ۲۲۳
جلد ۶ ۔ وکتب لہ صلعم کتاباً یدعوہ
نیعمہ الی الاسلام مع عمرو ابن
امیۃ سنۃ ست من الھجرۃ واسلم
علی ید جعفر بن ابی طالب ۔

متسلط ہو کر بدر و احد کی لڑائیوں مین
کفار مکہ کو شکست دے کر مدینہ طیبہ کو
کامل دار الاسلام بنا چکے تھے اور حبشہ
اوسی طرح نصاریٰ کا ملک تھا ۔ کیونکہ
ہجرت نبوی کے چھٹے سال آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی
شاہ حبشہ کو اسلام کی طرف بلایا اور
اُسنے اسلام قبول کیا ۔ اسپر بھی وہ پانچ
چھ سال اس ملک نصاریٰ مین رہے
ہجرت نبوی کے چھٹے سال کے اختتام
پر ساتوین کے شروع مین مدینہ طیبہ
مین پہنچے ۔

یہ حالات ہجرت کتب حدیث صحیح بخاری قسطلانی شرح بخاری وغیرہ اور تفاسیر معالم وغیرہ مین بتفصیل مذکور ہین ۔ اس اجمال سے جو ہمنے بیان کیا ہے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جس شہر یا ملک مین (زیر حکومت مخالفین مذہب کیون نہو) مسلمان شعایر مذہبی آزادی سے ادا کر سکین وہ دار الحرب نہین ہے دار الاسلام ہے یا کم سے کم دار السلم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

والا مان - مسلمانون کو مقدس اور متبرک بلاد سے (اگر وہان امن نہ پاوین) ہجرت کرکے اُن مین آرہنا جایز و ضروری ہے انکو چھوڑکر مقدس شہرون مین (اگر وہان امن نہو) جا رہنا واجب یا جایز نہین ۔

اسی نظر سے اکابر صحابہ حضرت ابن عمر و عائشہ صدیقہ نے فتح مکہ کے بعد

ان عبد الله بن عمر كان يقول لا هجرة بعد الفتح وحدثني الاوزاعي عن عطاء بن ابي رباح قال زرت عائشة مع عبيد بن عمير الليثي فسالناها عن الهجرة فقالت لا هجرة اليوم كان المومنون يفر احدهم بدينه الى الله والى رسوله مخافة ان يفتن عليه فاما اليوم فقد اظهر الله الاسلام واليوم يعبد ربه حيث شاء (بخاری صفحہ ۵۵۵) قال القسطلانی فی شرح البخاری فقد اظهر الله الاسلام وفشت الشرائع والاحكام ـ يعبد ربه حيث شاء فالحكم يدور مع

جبکہ ہر جگہ امن قایم ہوگیا تھا ہجرت کو غیر ضروری کہا اور صاف فرما دیا تھا کہ ہجرت کا حکم اسوقت تھا جب کہ مسلمان اپنے دین کو بھگانے لئے پھرتے تھے - اس خوف سے کہ وہ دین کے سبب فتنہ مین مبتلا ہون گے - آج اسلام کو خدا نے غلبہ دیا ہے (یعنے کوئی کسی مسلمان کو اسلام کے سبب تکلیف نہین پہنچاتا) آج مومن جہان چاہے خدا کی عبادت کرے - قسطلانی نے شرح بخاری مین اس حدیث کے ذیل مین کہا ہے کہ امام ماوردی نے فرمایا ہے جب مسلمان کو کفار کے شہر مین اظہار

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علتہ قال الماوردی اذا قدر علی اظہار الدین فی بلد من بلاد الکفر فقد صارت البلدة بہ دار الاسلام فالاقامة فیہا افضل من الرحلة لما یترجی من دخول غیرہ فی الاسلام"

دین پر قدرت ہو تو وہ شہر دار الاسلام ہو جاتا ہے اسمین رہنا اور بلاد اسلامیہ کیطرف ہجرت کرنیسے افضل ہے کیونکہ وہان رہنے مین اور لوگون کا اسلام مین داخل ہونا متوقع ہوتا ہے ۔

ان اقوال مین بھی ہمارے بیان کی تائید پائی جاتی ہے ۔ فللہ الحمد

مسئلہ سوم کے نتایج

(۱) اس مسئلہ اور اسکے دلایل سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ملک ھندوستان باوجودیکہ عیسائی سلطنت کے قبضہ مین ہے دار الاسلام ہے ۔ اسپر کسی بادشاہ کو عرب کا ہو خواہ عجم کا مہدی سوڈان ہو یا خود حضرت سلطان شاہ ایران ہو خواہ امیر خراسان مذہبی لڑائی وچڑھائی کرنا جائز نہین ہے ۔

(۲) اس زور و شور کی شہادت کتاب وسنت واقوال علماء امت کے ساتھ اقوام غیر کا مسلمانون پر یہ گمان کہ وہ جب قابو پائینگے گورنمنٹ سے مقابلہ پر آمادہ ہونگے کمال درجہ کی سینہ زوری وافترا پردازی ہے مسلمانون مین جبتک قرآن وحدیث وفقہ کا عمل جاری رہے گا ان سے یہہ امر ہرگز سرزد نہوگا ۔

ہان کوئی ململین کی طرح جنے عیسائی ہوکر اپنے ہم مذہب اور ہم قوم ملکہ پر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گولی چلائی تھی مسلوب الحواس ہوجائے اور دین اسلام کا پاس چھوڑ دے تو اُسکا کوئی ذمہ دار نہین ہے +

چوتھا اور پانچوان مسئلہ

(۴) جن لوگون سے اسلام مین لڑائی اور مذہبی جہاد کرنے کا حکم آچکا ہے اُنسے بھی مسلمانون کو صلح کر لینے اور جب تک وہ مناسب سمجھین لڑائی موقوف کر دینے کی اجازت ہے +

(۵) اس عہد و صلح کے بعد عہد کو پورا کرنا واجب ہوجاتا ہے اور مدت عہد مین اُن سے لڑنا اور درصورت خوف عہد شکنی جانب ثانی سے بلا فسخ عہد واعلان فسخ اُن پر حملہ کرنا حرام ہے +

جواز عہد و مصالحت کی دلیل خدا تعالی کا یہ قول ہے کہ اگر تیرے دشمن و مقاتل تجھ سے صلح کی درخواست کرین تو تو بھی صلح کی جانب مایل ہو +

وان جنحوا للسلم فاجنح لها وتوكل على الله ۔ (انفال ع ۸)

اس قول خداوندی کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کا عمر بھر کا عمل رہا ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سے کفار کے ساتھ غلبہ پانے کے بعد اور غلبہ سے پہلے صلح کی ہے اور مسلمانون کے اتفاق سے یہ مصالحت ثابت و جائز ہے +

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ کے سال کفار مکہ کے ساتھ صلح

© rasailojaraid.com

کی۔ اور یہ بات قرار پائی کہ دس برس تک لڑائی بند رہے۔ اسمین لوگ امن
پالین اور بغیر ہتیار لڑائی کا ڈہکا
رہے نہ اسمین چھپی خیانت ہو نہ ظاہری
دغا۔ اس صلح مین آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے کفار مکہ کی ایسی سخت
شرطین مان لین جن مین بظاہر
اسلام کی نہایت خفت تھی اور مسلمانون
کی شکست۔ از انجملہ یہ کہ اس سال مسلمان
کعبہ کا حج نہ کرین اور از انجملہ یہہ کہ
کافرون مین سے کوئی مسلمان ہو کر
آنحضرت صلعم کے پاس آوے تو اسکو
آنحضرت صلعم واپس کرین مسلمانون
سے کوئی مرتد ہو کر مکہ مین چلا جاوے
تو کفار مکہ اسکو واپس نہ کرین اس شرط
لکھنے کے اثنا مین ایک شخص (ابو
جندل نامی) وکیل مشرکین مکہ کا بیٹا
زنجیرون مین گھسٹتا ہوا آنحضرت صلعم کے

عن المسور بن مخرمة ومروان بن الحاکم
انهم اصطلحوا علی وضع الحرب عشر سنین
یأمن فیها الناس وعلی ان بیننا عیبة
مکفوفة وانه لا اسلال ولا اغلال۔
(ابو داؤد ص۲۵ ج۲) فقال النبی صلعم
علی ان تخلوا بیننا وبین البیت فنطوف
به فقال سهیل والله لا تتحدث العرب
انا اخذنا ضغطة ولکن ذلك من
العام المقبل فکتب فقال سهیل وعلی
انه لا یاتیك منا رجل وان کان علی
دینك الا رددته الینا قال المسلمون
سبحان الله یرد الی المشرکین وقد جاء
مسلماً فبیناهم کذلك اذ دخل
ابو جندل بن سهیل بن عمرو
یرسف فی قیوده وقد خرج من
اسفل مکة حتی رمی بنفسه بین

© rasailojaraid.com

اظہر المسلمین فقال سہیل ھذا یا محمد
اول ما اقاضیك علیہ ان تردہ
الیّ فقال النبی صلعم انا لم نقض
الکتاب بعد قال فو اللہ اذن لا اصالحك
علی شئ ابداً فقال النبی صلعم فاجزہ
لی فقال ما انا بمجیز ذلك قال بلی
فافعل قال ما انا بفاعل قال مکرز
بلی قد اجزناہ لك قال ابو جندل
ای معشر المسلمین ارد الی المشرکین
وقد جئت مسلماً الا ترون ما قد
لقیت وکان قد عذب عذاباً
شدیداً الحدیث (بخاری صـ۳۸۰)

وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لما ظہر علی خیبر اراد اخراج الیہود
منہا وکانت الارض حین ظہر علیہا للہ
ولرسولہ وللمسلمین فاراد اخراج الیہود
منہا فسالت الیہود رسول اللہ صلعم

پاس آپہنچا اور اس کے واپس کرنے
پر حضرت عمر وغیرہ مسلمانون نے بہت
پیچ وتاب کھایا اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بھی وکیل
مشرکین سے اس شرط سے اس شخص
کے مستثنےٰ کرنے کو بہت چاہا آخر
وکیل مشرکین کے نہ ماننے پر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسکو
واپس کردیا *

خیبر کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے فتح کیا اور یہود کو اس مین سے
نکالنا چاہا تو انہون نے اس شرط پر
صلح کی درخواست کی کہ ہم اسی جگہ
رہین گے اور پیداوار اراضی سے
نصف آنحضرت ؐ کو دیتے رہین گے
آنحضرت ؐ نے اسکو قبول کیا اور یہہ
فرما دیا کہ جب تک خدا نے چاہا (یعنے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

يقرهم بها على ان يكفوا عملها ولهم
نصف الثمر فقال لهم رسول الله نقركم
بها على ذالك ماشئنا فقروا بها حتى
اجلاهم عمر الى تيماء واريحاء
(بخاری ص۳۱۵)

عن ابن عباس قال صالح رسول الله
اهل نجران على الفي حلة النصف في صفر
والنصف في رجب يؤدونها الى المسلمين
عارية ثلاثين درعا وثلاثين فرسا
وثلاثين بعيرا وثلاثين من كل
صنف من اصناف السلاح يغزون
بها المسلمون ضامنون لها حتى يردوها
عليهم ان كان باليمن كيد ذات غدر
على ان لا تهدم لهم بيعة ولا يخرج لهم قس
ولا يفتنوا عن دينهم مالم يحدثوا
حدثا او يأكلوا الربا قال اسمعيل
فقد اكلوا الربا (ابو داؤد ص۸۰ ج۲)

ہم کو مناسب نظر آیا تاکہ یہاں رہنے
دیں گے پھر وہ اسی شرط پر وہان
رہے یہاں تک کہ خلافت عمری میں
وہاں سے جلا وطن کئے گئے +

نجران کے عیسائیون سے

آپ نے اس شرط پر صلح کی کہ وہ
سالانہ دو ہزار جوڑے کپڑوں کا بطور
ٹیکس دیتے رہے اور تیس زرہ اور
تیس ۳۰ گھوڑے اور تیس ۳۰ اونٹ
اور تیس ۳۰ ہتھیار لڑائی کے لئے بطور
عاریت دیتے رہیں جن کو مسلمان
بعد کار برآری واپس کر دیں گے
ان کے حق میں مفید یہ
شرطیں بھی ہوئیں کہ ان کے
صوامع (چرچ) نہ گرائے جائیں
اور نہ ان کے علماء نکالے جائیں اور
نہ انکو دین سے کوئی روک ٹوک ہو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جبتک کہ وہ نئی باتین نہ نکالین اور سود* نہ لین +

ان دلایل سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جن کافرون سے جنگ و مقابلہ ہوا ان سے صلح کر لینی بھی جائز ہے (گو اس صلح مین بعض وجوہ سے مسلمانون کا نقصان ہوا ور کافرون کا فایدہ) اگر مصلحت وقت اس صلح کی مقتضی ہو۔ اور عام نفع اہل اسلام اسمین متیقن ہو۔

صلح و عہد کے بعد غدر نہ کرنیکے دلایل کتاب و سنت مین بکثرت وارد ہین خدا کا یہہ قول بضمن دلایل مسئلہ اول نقل ہو چکا ہے کہ جو لوگ تمہارے عہد والون سے جا ملین اُن کو نہ مارو اور خدا نے فرمایا ہے جنسے تم نے مسجد الحرام کے پاس عہد کیا ہے جبتک وہ عہد پر قایم رہین تم بھی قایم رہو اور فرمایا اگر تمہارے بھائی تم سے دین مین مدد چاہین تو ان کو مدد دو مگر اس قوم پر ان کو مدد نہ دو جس سے تم عہد کر چکے ہو اور فرمایا عہد کو پورا کرو

دیکھو صفحہ (۱۱) رسالہ ہذا

الا الذین عاهدتم عند المسجد الحرام فما استقاموا لکم فاستقیموا لهم ان الله یحب المتقین (براة ع ۲)

وان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر [illegible] قوم [illegible] میثاق والله بما تعملون بصیر (انفال ع ۱۰)

واوفوا بالعهد ان العهد کان مسئولا

* سود لینے کو اسلام نے انسانی اور ایمانی ہمدردی کے خلاف سمجھا ہے اسلئے ان پر اس شرط کو قایم کیا +

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(بنی اسرائیل ع ۴)

من لا یفی لذی عہد عہدہ فلیس منی ولست منہ (رواہ مسلم)

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من قتل معاھدا لم یرح رائحۃ الجنۃ وان ریحھا لتوجد من مسیرۃ اربعین عاما (رواہ البخاری صفحہ ۴۴۸)

ان الغادر ینصب لہ لواء یوم القیامۃ فیقول ھذہ غدرۃ فلان بن فلان (مسلم صفحہ ۸۳ ج ۲ بخاری صفحہ ۴۵۲)

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من قتل معاھدا فی غیر کنہہ حرم اللہ علیہ الجنۃ (رواہ ابو داؤد صفحہ ۱۷ ج ۲)

انی لا اخیس بالعہد (رواہ ابو داؤد صفحہ ۲۳ ج ۲) وقال عمر بن الخطاب رض واوصیہ بذمۃ اللہ ورسولہ ان یوفی لھم بعہدھم وان یقاتل من ورائھم

عہد سے سوال ہوگا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو عہد والے کا عہد پورا نہ کرے گا وہ ہم میں سے نہیں ہے اور نہ میں اُسکے گروہ سے ہوں۔ اور فرمایا جو شخص عہد والے کو مار ڈالے گا وہ بہشت کی خوشبو نہ پائے گا باوجودیکہ چالیس برس کے فاصلہ سے اسکی خوشبو آتی ہے اور فرمایا عہد شکن کے لئے قیامت کے دن نشان کھڑا کیا جائے گا اور کہا جائے گا یہ فلان شخص کا غدر ہے۔ اور فرمایا جو عہد والے کو بلا جرم مارے اسپر بہشت حرام ہے۔

اور فرمایا میں عہد شکنی نہیں کرتا اسکے موافق حضرت فاروق نے اپنی جانشین کو وصیت فرمائی ہے کہ وہ عہد والوں کا عہد پورا کریں اور ان کی حمایت

© rasailojaraid.com

(رواہ البخاری صفحہ ۴۲۹) | میں ان کے مخالفون سے لڑیں ۔

باب ثانی سے عہد شکنی کے خوف کے وقت بلا فسخ عہد و اعلان حملہ کرنے کی ممانعت کی دلیل یہ قول خداوندی

ہے کہ جب تجھے کسی قوم سے عہد شکنی کا خوف ہو تو فسخ عہد کا پیام برابری پر اُن کو پہنچا دے خدا خیانت کرنے والون کو دوست نہیں رکھتا۔

وإما تخافن من قوم خيانة فانبذ إليهم على سواء إن الله لا يحب الخائنين (انفال ع ۸)

ایسا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے چنانچہ

سلیم بن عامر نے نقل کیا ہے کہ امیر معاویہ اور روم والون مین عہد مقرر تھا جب وہ گذرنے لگا امیر معاویہ نے اُنپر حملہ کا ارادہ کیا پس ایک شخص عربی یا ترکی گھوڑے پر سوار آیا اور بولا اللہ اکبر۔

عن سليم بن عامر رجل من حمير قال كان بين معاوية وبين الروم عهد وكان يسير نحو بلادهم حتى إذا انقضى العهد

* یہ حکم حضرت فاروق کا عام ہے ان مسلمان مخالفون کو بھی شامل ہے جو مسلمانون کے عہد والون سے لڑین۔ ان مسلمانون کی مدد سے مسلمانون کو یہ بھی مانع ہے جو بصفحہ (۳۰۳) منقول ہو چکی ہے (وإن استنصروكم في الدين) بلحاظ اس نوٹ کو ڈاکٹر ہنٹر صاحب تو بھی ملاحظہ فرماوین اور انصاف سے کہین کہ ہمین انکے اس سوال کا جو انہون نے اپنی کتاب "انڈین مسلمان" کی تیسری بابہ کے خاتمہ پر ایک حاشیہ مین علمار اسلام سے کیا ہے کافی اور گورنمنٹ کے حق مین مفید جواب ادا ہوا ہے یا نہین؟

© rasailojaraid.com

اِشَاعَۃُ السُّنَّۃِ النَّبَوِیَّۃ
عَلٰی صَاحِبِھَا الصَّلٰوۃُ وَ التَّحِیَّۃ

نمبر ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ — معہ — جلد ۹

ضمیمہ متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنۃ

قیمت رسالہ و ضمیمہ

یہ رسالہ عموماً عـه سالانہ قیمت پر دیا جاتا ہے خاص روساء اہل اسلام بنظر اعانت للہ عـه عنایت فرماتے ہیں بعض اشخاص سے جنکی آمدنی چالیس روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں سالانہ تین روپیہ لیے جاتے ہیں جنکی آمدنی دس روپیہ سے زیادہ نہیں تین روپیہ جو دس روپیہ ماہوار بھی آمدنی نہیں رکھتے پر علمی بضاعت رکھتے ہیں اور اس رسالہ کی اشاعت کرتے ہیں اون کو بلا قیمت دیا جاتا ہے ضمیمہ اکثر رسالہ سے علیحدہ نکلتا ہے اس کی عام قیمت تین روپیہ ہے خاص چھہ روپیہ رعایتی عـه ادنی ۱۲ آخری دعا خیر

[illegible] اللہ

ابو سعید محمد حسین مہتمم رسالہ اشاعۃ السنۃ لاہور

ضرور ملاحظہ فرماؤ ورنہ پچھتاؤ گے

ہمارے ضروری التماسات و قومی ضروریات کیطرف قوم کی توجہ کم ہوتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ التماسات قوم کے ملاحظہ میں نہیں گزرتے خصوصاً ان حضرات کے جو صوفی کہلاتے ہیں اور باوجودیکہ خود دنیا دی تعلقات (ملازمت وغیرہ) ہیں وہ از سرتا پا مستغرق ہیں قومی ضروریات کو دنیا سمجھتے ہیں

یا ان طالبان دنیا کی جو شب و روز تحصیل زر میں مصروف ہیں یہ اتنا نہیں جانتے کہ قوم کیا بلا ہے اور کس بلا میں مبتلا۔ وہ حضرات اور نہیں تو مضامین اشاعۃ السنۃ کی فہرست ہی ملاحظہ فرما لیا کریں شاید کسی مضمون کو وہ لائق ملاحظہ سمجھکر اسکیطرف مراجعت کریں جیسا کہ اس نمبر ا میں مضمون "خشک شکریہ پر شکریہ" یا نمبر ۷ جلد ۹ میں مضمون "التماس تمہید" ہے اتنا بھی نہ ہو سکیگا تو وہ ایک نہ ایک دن اپنی قومی وکیل اشاعۃ السنۃ کو ہاتھ سے کہو بیٹھینگے

فہرست مضامین نمبر ۱۰-۱۱-۱۲

(۱) خشک شکریہ پر شکریہ
(لائق توجہ اہلحدیث خصوصاً منتخب عتاب)
(۲) بقیہ اقتصادنی مسائل الجہاد
(۳) ریل فول اور اہلحدیث
(لائق توجہ اہلحدیث خصوصاً مبارزین میدان مناظرہ مقلدین)
(۴) اشتہار جہاد ترکی یا افغانستان اور مسلمانان ہندوستان۔
(لائق توجہ گورنمنٹ ایڈیٹر)
(۵) اکثر مذہبی القاب کی نیا مرقع اجتہاد پر
(لائق ملاحظہ طاعنین گروہ اہلحدیث)
(۶) بعض معصر دنیر افسوس اور انکو برادرانہ نصیحت
(۷) تخمیص رسالہ ٹی جی اسکاٹ در علم الٰہی عقلی۔

اطلاع

[illegible] خاکسار مہتمم بقیہ ایام ماہ جون و جولائی اپنے وطن قدیم بٹالہ میں بسر کریگا اور اوائل اگست میں شملہ پہنچیگا لہذا اخیر جون تک خط و کتابت و ارسال زر بنام خاکسار بہ نشان بٹالہ ضلع گورداسپور ہونا چاہیے یکم اگست سے تا اطلاع ثانی بہ نشان شملہ اوپر کا بازار

ابو سعید محمد حسین

مفید عام پریس لاہور میں چھپا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خشک شکریہ پر شکریہ

اور

حقیقی شکریہ کی تعلیم و مشورہ

اشاعۃ السنہ کی اس قومی خدمت پر کہ اسنے اپنی قوم سے گویا ایک نشانِ غلامی کو اٹھا یا اور ایک دل آزار و عیب دار لفظ "وہابی" کی استعمال گورنمنٹ سے بند کرایا۔ اور بجای اس نازیبا لقب کے انکو گورنمنٹ اور پبلک کیطرفسے "اہلحدیث" کا خطاب دلوایا ہے۔ ہندوستان و پنجاب کے اور واکناف سے بہت سے ایڈریس (کاغذات متضمن شکریہ) دفتر اشاعۃ السنہ میں موصول ہو چکے ہیں۔

ایڈیٹر اشاعۃ السنہ بجای اسکے کہ ان قدرشناس اعیان قوم کی اس قدرشناسی کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرے سرسری طور کا یہی شکریہ ادا کرتا ہے اور انکے اس احسان کا معترف ہے۔ کہ انہوں نے اشاعۃ السنہ کی ناچیز خدمت کی قدر کی اور کاغذات شکریہ سے اسکو عزت بخشی۔

مگر ساتہہ ہی اسکے اس ناصحانہ التماس سے بہی اسکو ایک قومی خدمت سمجھکر رک نہیں سکتا۔ کہ خشک شکریہ (کاغذی ہو یا لفظی) ایک رسمی شکریہ ہے حقیقی اور سچا شکریہ جسکی شریعت اسلامیہ میں ہدایت ہے وہ ہے جو مطابق ضرورت وقت اور بحسب حیثیت و استطاعت ادا کیا جائے۔

مثلاً اگر ایک شخص نے دوسرے پر مالی احسان کیا ہو۔ تو وہ بہی اسکے شکریہ میں اسپر مالی احسان کرے اگر یہہ مالی احسان کو پسند کرے یا اسکی ضرورت رکہتا ہو۔ اور اگر یہہ اسکے کام میں وقت صرف کر ہو۔ تو وہ بہی اسکے کام میں وقت صرف کرے اگر یہ اسکا طالب یا محتاج ہو۔ اسکو صرف مال یا وقت کی خواہش نہ ہو یا اسکو اسکی طاقت نہ ہو۔ تب اسکا لفظی شکریہ (جزاک اللہ) بامحل ہے۔

ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص تمپر احسان کرے اوسپر تم بہی ویسا ہی احسان کرو تمکو ویسی احسان ... ہو تب اسکے حق میں اسقدر دعا کرو جو تمہارے علم اس احسان کی برابر ہو جو اوس نے تم پر کیا ہے اس ارشاد و فیض بنیاد آنحضرت کے مطابق ا[شاعۃ]

> عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلعم من صنع الیکم معروفا فکافئوہ فان لم تجدوا ما تکافئونہ فادعوا لہ حتی تروا ان قد کافأتموہ رواہ احمد (مشکوٰۃ ص ۱۶۳) کا فتویٰ احسنوا الیہ مثل ما احسن الیکم (قرآن)

السنہ کی قومی خدمات کا شکریہ جیسا تہا تو یہہ تہا۔ کہ اہل وسعت اعیانِ قوم اشاعۃ السنہ کو قومی کاموں میں ...

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تن من دھن سے مدد کرتے جیسا کہ وہ تن من دھن سے قومی خدمات مین مصروف ہین۔ نہ یہ کہ دوسرے بیٹھے بیٹھے صرف مرحبا جزاک اللہ خیر پر اکتفا کر بیٹھتے۔

اس التماس سے یہ مطلب ہرگز نہین کہ وہ ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کو کچھ دین۔ اور اسکی ذاتی ضرورت کو ناد پورا کرین۔ بلکہ مطلب اسکا صرف یہہ ہے کہ وہ اسکی قومی ضرورتون مین اس سے ہمدردی کرین۔ اور جس قومی کام مین صرف زر یا وقت بکار ہو اسمین زر اور وقت سے اسکی معاونت کرین۔

جس کامیابی پر وہ حضرات خوش ہوتے تھے اور مبارکبادیان دیتے ہین وہ تو انکی قومی ترقی کی پہلی منزل ہے اور ہنوز بہت سی منازل انکو طی کرنے باقی ہین جو صرف ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کی ذاتی طاقت سے (قلمی ہو خواہ قدمی یا درمی) طی نہین ہو سکتی وہ لوگ اپنی قوم کی سچی ترقی خواہ اور ترقی خواہان قوم کے دل سے ہمدرد ہین۔ تو ان منازل کے طی کرنے مین اشاعۃ السنۃ کو تن من دھن سے مدد دین۔

ان منازل و وسائل ترقی قومی سے ایک یہ بھی ہے کہ اشاعۃ السنۃ کے وہ مضامین جو توجہ گورنمنٹ کے لائق ہین انگریزی زبان مین چھپین اور گورنمنٹ کے ملاحظہ سے گذرین۔ اسکی بابت اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۹ کے پہلے صفحہ مین ایک التماس معروض خدمت بہی خواہان قوم کی ہو چکی ہے۔ اس التماس کیطرف کم سے کم ایک صاحب نے بھی (فرستندگان ایڈریس ہون خواہ حضرات دیگر) توجہ نہین فرمائی اور بہی اسکے موافق یا مخالف اس التماس کی نسبت ظاہر نہین کی۔ اس عدم توجہی و بے اعتنائی کے ساتھ بعض حضرات کا خشک شکریہ (لفظی یا کاغذی) کیا کارآمد ہے۔ اور اسمین ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ یا قوم کیا

منجملہ ایک یہ بھی ہے کہ ہم کو بالفعل استعمال الفاظ وہابی کے شکریہ مین جو ہز آنریبل سر چارلس ایچیسن صاحب بہادر سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب کی حضور مین اہل حدیث کا ایڈریس بوساطت ڈپوٹیشن پیش ہوا تھا یا جو ہز ایکسلنسی لارڈ ڈفرن وایسرای و گورنر جنرل ہند کی حضور مین انکا ایڈریس بذریعہ ڈپوٹیشن پیش ہو کیونکہ ڈاک کے ذریعہ سے ارسال میموریل متضمن شکریہ مین قوم اہل حدیث کا وہ اعزاز مقصود نہین ہے جو بخیال صوبجات ہندوستان (بنگال۔ پنجاب۔ ممالک مغربی و شمالی۔ مدراس۔ بمبئی۔ اور ممالک متوسط) کے اعیان اہلحدیث کا ڈپوٹیشن پیش ہونے مین اس قوم کا اعزاز مقصود ہے اسی خیال سے اب تک ویسرای کی حضور مین میموریل روانہ نہین ہوا اور نہ اسکا مسودہ و شکلون کے لیے ناظرین کی خدمت مین پہنچا ہے۔ اس ڈپوٹیشن کا سملہ پر بالا موسمین (جب وایسرای سملہ سے رونق افروز ہوا ہو) ہون اہتمام اور ایڈریس کی تیاری بہ صرف زر یہ وقت ہے۔ اور اس قدر کے لیے صرف ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کا جیب کافی نہین لہذا ترقی خواہان قوم اپنی قوم کا اعزاز چاہتے ہین تو اس ڈپوٹیشن کی فراہمی اور ایڈریس کی تیاری مین بھی اپنے قومی وکیل کو مدد دین اور اس باب مین اس سے جلد خط و کتابت کرین کیونکہ وہ بعد ایام سفر سملہ کا عزم رکھتا ہے جسپر اس ضرورت کے علاوہ بھی بعض قومی ضرورتین باعث ہین خاکسار کی رای ناقص مین تیاری ڈپوٹیشن و ایڈریس کی دو صورتین ہین ایک یہ کہ ہر صوبہ کے ارکان ڈپوٹیشن (صاحب وسعت ہون تو) اپنا اپنا خرچ کرین دوسری یہ کہ ان ارکان کو ہر ایک صوبہ مین چندہ جمع ہو اور وہ چندہ انکے مصارف سفر مین صرف ہو۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرات ترقی خواہان قوم آپ بہی اس بیہودہ غفلت کی گردش سے ہوشیار ہوں اور اپنے خادم و وکیل اشاعۃ السنۃ کی زر قومی کا محتاج ہونا اس قسم کی مدد جس قسم کی مدد لائق ہوں
اس پاہ دو ماہی پر بہی ان حضرات کا بہی حال رہا۔ تو آئندہ ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ انکی ایسی کم ہمتی پر صرف زر کے محتاج میں وکالت سے دست بردار
ہوگا اور سپر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑہنا پڑیگا کیونکہ قومی کام صرف ایک شخص کی ہمت سے انجام کو نہیں پہنچ سکتے جمہوری کام جمہور ہی کی مدد سے انجام پاتے ہیں
ہاں ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ سے جو قلمی معاونت قومی ہو سکیگی کرے گا۔ اور تجاویز مفیدہ قومی اشاعۃ السنۃ میں درج کرتا رہیگا ان تجاویز میں گورنمنٹ
کی مدد حاصل کرنا یا ان تجاویز سے جو لائق عمل ہوں عمل میں لانا قوم کے اختیار میں ہے ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ اب یہہ صبر نہ کر سکیگا یا نہیں جاتا وہ اس پر مدت کو ہمت دیتا ہے
قلمی معاونت ہی سے تمہیں جاری رہیگی کہ اشاعۃ السنۃ کا وجود اور مستقر ہیں تمام دیگر خریدار ان اور اگر نہ دینگے۔ اور بلا تقاضا بہی
تقاضا پر بہی زر وجب سال کریگا اسمیں بہی انکی ایسی لاپروائی ہے۔ جیسے ایسی ہی ارکان حضرات کی جنکو مواضع سکوت کو نام جانا ہے میں درج میں

چند ہی بزرگ خطوط و تقاضا پر بہی سکوت محض اختیار کر رکہا ہے۔ نہ روپیہ بہیجا ہے نہ سال	امرتسر۔ اندور۔ آرہ۔ اورنگ آباد۔ بڑگہ جیات۔ بمبئی۔ پٹنہ
کیا ہے نہ جواب خطوط دیا ہے اور جس نے کچھ جواب دیا اس نے ایفاء وعدہ نہیں کیا تو ایک نہ	پانی پت۔ بہگواڑہ۔ جہنپور۔ حاجی پور۔ حیدر آباد۔ دہلی۔ ڈہوکا
ایک دن قلمی معاونت بہی موقوف و مسدود ہوگی رسالہ اشاعۃ السنۃ بند ہوگا اور	رنگون۔ روپڑ۔ کہانوالہ۔ سیوان۔ سیالکوٹ۔ شیخوپورہ۔ فتح گڈہ
ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کسی اور شغل میں مشغول ہوگا اس صورت میں قوم اہلحدیث	پٹیالہ۔ قصور۔ قادیان۔ کوٹلی لوہاراں۔ کوٹلہ سلطان
کو پورا ادبار نصیب ہوگا۔ اشاعۃ السنۃ جیسا ثابت قدم وفادار وکیل جسکی	کیرچی۔ کرنال۔ کوئٹہ۔ لودیانہ۔ ملتان۔ منٹگمری۔ مدراس
وکالت قومی ثابت قدمی اور وفاداری گورنمنٹ کے نزدیک بہی مسلم ہے۔ لہذا	ہری پور۔ ہانسی۔ وغیرہ وغیرہ۔

اوسکی معروضات بحق اہلحدیث گورنمنٹ میں عزت و اعتبار سے دیکہے جاتے ہیں۔ اس کے بعد کو نصیب نہ ہوگا پہر اس قوم کو بڑا افسوس اور ندامت کرنا پڑیگا
معروضات اشاعۃ السنۃ کیطرف جیسی گورنمنٹ کی توجہ ہے ناظرین اشاعۃ السنۃ کو معلوم ہے اسکی قومی وکالت و دیانت اور وفاداری
کا گورنمنٹ کے نزدیک مسلم ہونا سابق لفٹننٹ گورنر پنجاب سر چارلس ایچیسن صاحب بہادر کے اس سارٹیفکٹ سے جو حضور ممدوح نے عہدہ گورنری
سے رخصت ہونے کے وقت خاکسار کو عطا فرمایا ہے ثابت ہے ذیل میں ہم اس سارٹیفکٹ کا ترجمہ اس غرض سے درج کرتے ہیں کہ اسکو پڑہ کر ہمارے
اہلحدیث بہائیوں کو جمعیت و ہمت پیدا ہو اور انکو وکالت اشاعۃ السنۃ کی قدر معلوم ہو اور اسکے بند ہو جانیکا ضرر و نقصان خیال میں آوے

وہ ترجمہ یہ ہے ابو سعید محمد حسین فرقہ اہلحدیث کے ایک سرگرم ممبر ہیں اور اس فرقہ اسلام کے وفادار اور ثابت
قدم وکیل ہیں۔ انکی علمی کوششیں (یعنی تصانیف) لیاقت سے ممتاز ہیں وہ نیز ملکہ معظمہ کی وفادار رعایا میں سے ہیں۔

دستخط سی۔ یو۔ ایچیسن۔ لفٹننٹ گورنر پنجاب وغیرہ   لاہور ۳۱ مارچ ۱۸۸۷ء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غزاھم فجاء رجل علی فرس او برذون وھو یقول اللہ اکبر اللہ اکبر وفاء لا غدر فنظروا فاذا عمرو بن عبسۃ فارسل الیہ معاویۃ فسالہ فقال سمعت رسول اللہ یقول من کان بینہ وبین قوم عھد فلا یشد عقدۃ ولا یحلھا حتی ینقضی امدھا او ینبذ الیھم علی سواء فرجع معاویۃ (رواہ ابو داؤد صـ۳ جـ۲ والترمذی صـ۲۰۳ جـ۱)

وفا چاہیے نہ کہ غدر۔ امیر معاویہ نے دیکھا تو وہ عمرو عبسہ صحابی تھا امیر معاویہ نے ان کے آنے کا سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ مینے آنحضرت صلعم سے سنا ہے کہ جسکا کسی قوم سے عہد ہو وہ اسکو فسخ نکرے جب تک مدت گذر نجائے یا برابر برابر فسخ عہد سے اسکو اطلاع نکردیجائے۔ یہ سنکر امیر معاویہ اس حملہ سے باز آئے اور وہان سے پہر گئے ❊

مسئلہ چہارم و پنجم کے نتایج مسئلہ ششم و ہفتم کے نتایج کے ساتھ بیان ہون گے ❊

چھٹا و ساتوان مسئلہ

(۱۶) کافر (ظالم اور مذہب مسلمانون مین مزاحم لایق جہاد ہی کیون نہون) جب مسلمانون کے شہرون اور ملک پر تغلب سے تسلط پا لیتے ہین تو ان شہرون کے مالک و متصرف ہوجاتے ہین ❊

(۱۷) جب کسی کافر کے ملک یا شہر مین کوئی مسلمان امن چاہا کرتا ہے تو وہ اسی عہد والے کی مانند ہوجاتا ہے جسنے صریح عہد دیا ہو۔ اسکو اس کافر سے عذر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرنا اور اس کے جان و مال سے تعرض کرنا ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ صریح عہد والون کی جان و مال سے تعرض حرام ہے +

غلبہ سے کافر کے مالک ہو جانے کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے کافرون کے اُن تصرفات کو جو انہون نے آپ کے اموال پر متسلط ہو کر کئے نافذ فرمایا۔ اور خود تسلط پاکر ان کو بے محل و بے اعتبار نہین ٹھہرایا۔ صحیح بخاری مین حدیث ہے کہ آنحضرت صلعم سے اسامہ نے حج کے ایام مین پوچھا یا

عن اسامة بن زيد انه قال يارسول الله اين تنزل في دارك بمكة فقال هل ترك لنا عقيل من رباع او دور وكان عقيل ورث ابا طالب هو وطالب لم يرثه جعفر ولا علي شيئا لانهما كانا مسلمين و[illegible]

(بخاری ص ۲۱۶)

رسول اللہ آپ کہ مین اپنے کس گہر مین اُترین گے۔ آپ نے جواب مین فرمایا عقیل نے ہمارا کوئی گہر چھوڑا ہے؟ (یعنی سبھی گہرون پر تصرف کر لیا ہے) +

اس ملک و تصرف عقیل کی ایک وجہ تو اسی حدیث مین بیان ہوئی ہے کہ ابو طالب کے وارث عقیل اور طالب ہی ہوئی تھی۔ حضرت علی و جعفر کیونکہ وفات ابو طالب کے وقت عقیل و طالب کافر تھے۔ اور حضرت جعفر اور حضرت علی مسلمان ہو چکے تھے۔ مگر یہ وجہ بجز ملک و تصرف مکانات ابو طالب کے اور مکانات کے (جن مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکان بھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وقد اختلف اهل العلم في ذلك فقال الشافعي وجماعة لايملك اهل الحرب بالغلبة شيئا من المسلمين و لصاحبه اخذه قبل القسمة وبعدها وعن علي والزهري وعمرو بن دينار والحسن لايرد اصلا ويختص به اهل المغنم وقال عمرو بن سلمان بن ربيعة وعطاء والليث ومالك واحمد و آخرون وهي رواية عن الحسن ايضا ونقلها ابن ابي الزناد عن ابيه عن الفقهاء السبعة ان وجده صاحبه قبل القسمة فهو احق به وان وجده بعد القسمة فلا ياخذه الا بالقيمة (نيل الاوطار ص۱۹ ج۷)

مالک نہیں ہوتے لہذا جو مال مسلمانوں کا کافروں کے ہاتھ میں چلا جائے وہ مسلمانوں کے فتحیاب ہونے پر انہی مسلمانوں کو ملے گا جن کا مال تھا حضرت علی و زہری و عمرو بن دینار و حسن بصری کہتے ہیں کہ وہ کافروں کا مال ہوچکا تھا مسلمانوں کے ہاتھ آئے گا تو ان سب کا ہوگا جنہوں نے کافروں کو لوٹا عمرو بن سلمان ابن ربیعہ و عطا و لیث و امام مالک و امام احمد وغیرہ کا یہ قول ہے کہ وہ مال مسلمانوں میں تقسیم ہوچکا ہو تو اصل مالک کو قیمت ملیگا تقسیم سے پہلے بلا قیمت بھی وہ لینے کا حقدار ہے اس مذہب سے بھی یہی بات ہوتی ہے کہ وہ مال کفار کے ملک میں آچکا تھا ۔

کتاب ہدایہ میں (جو حنفی مذہب میں ایک مشہور و معتبر کتاب ہے) کہا ہے کہ کفار ہمارے اموال پر غلبہ پائیں تو ان کے مالک ہوجاتے ہیں بشرطیکہ وہ ان کو اپنی ملک سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

واذا غلبوا على اموالنا والعياذ بالله
واحرزوها بدارهم ملكوها وقال
الشافعي لا يملكونها لان الاستيلاء
محظور ابتداء وانتهاء والمحظور
لا ينتهض سببا للملك على ما عرف
من قاعدة الخصم ولنا ان الاستيلاء
ورد على مال مباح فينعقد سببا للملك
دفعا لحاجة المكلف كاستيلاءنا على
اموالهم وهذا لان العصمة تثبت
على منافاة الدليل ضرورة تمكن
المالك من الانتفاع فاذا زالت المكنة
عاد مباحا كما كان غير ان الاستيلاء
لا يتحقق الا بالاحراز بالدار لانه
عبارة عن الاقتدار على المحل حالا
ومآلا والمحظور لغيره اذا صلح سببا
لكرامة تفوق الملك وهو الثواب
الآجل فما ظنك بالملك العاجل

تسلط میں لیجائیں ۔ امام شافعی اس مسئلہ
کے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کفار کا
تغلب ہی ناجائز ہے تو وہ ملک کا سبب
کیونکر ہو سکتا ہے حنفیہ کی طرف سے اسکا
جواب یہہ ہے کہ تغلب کفار اموال مسلمین
پر گو ناجائز ہے مگر اس حالت میں اور اسوقت
تک کہ مسلمانوں کا اسپر تسلط و قبضہ ہو
اور جب وہ تسلط اٹھ گیا تو کافروں کا
تسلط ان اموال پر جائز ہو گیا اور وہ مال
مباح پر تسلط ٹہرا وہ کہتے ہیں دراصل
ہر چیز سے ہر شخص نفع اٹھانیکا مستحق
ہے چنانچہ قران میں فرمایا ہے "خدا نے
تم سب کے لئے جو کچھ زمین میں ہے پیدا
کیا ہے" پھر خاص خاص چیزوں سے
خاص خاص لوگوں کو نفع اٹھانیکے لئے
خدا تعالے نے قبضہ و تسلط کو سبب
بنا دیا ہے اور یہ حکم دے دیا ہے کہ

© rasailojaraid.com